مکہ اور مدینہ میں کفار کی جانب سے مخالفت حق

ڈاکٹر نجمہ بانو
ایسوسی ایٹ پروفیسر اسلامیات
گورنمنٹ کالج یونیورسٹی برائے خواتین، فیصل آباد

سعیدہ
اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات
گورنمنٹ کالج یونیورسٹی برائے خواتین، فیصل آباد

ENMITY TOWARD ISLAM SHOWN BY

INFIDELS OF MAKKA AND MADINA

Najma Bano, PhD
Associate Professor of Islamic Studies
GCU(W) Faisalabad

Saeeda
Assistant Professor of Islamic Studies
GCU(W) Faisalabad

Abstract

The moment the holy Prophet (PBUH) began preaching the teachings of Islam, people of Makka became arch enemy of Islam. The Makkans could not bear the sight of anyone who challenged their life style. This life style though based on injustice and suppression yet it was very dear to them. Since the message of Islam is purely based on justice and emancipation, they showed full enmity towards the followers of Islam. Although the Muslims never faced such enmity in Madina owing to certain reasons, yet they had to face difficulties at the hands of hypocrites and Jewish community of Madina. This article presents a comparative study of enmity towards Islam shown by Makkans and Madinites.

Keywords: اسلام، جد امجد، سیاسی وسماجی، شعب ابی طالب، نعرہ تکبیر، مکہ
کتمان حق، مدینہ، قریش، مسجد حرام

داعیِ حق حضرت محمد ﷺ کو مکہ اور مدینہ میں دعوت اسلام اور اس کی نشر واشاعت میں مخالف قوتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کفار کی مخالفت کا جائزہ لینے سے پہلے مکہ اور مدینہ کے مذہبی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی حالات کا مختصر جائزہ لینا ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت قبیلہ قریش اپنے جد امجد قصی بن کلاب کی قائم کردہ شہری ریاست کے نظم ونسق کے ذمہ دار تھے۔ ملکی سیاست، سماج اور انتظامیہ کے مالک تھے۔ مکہ کی شہری ریاست میں عددی طاقت، اقتصادی دولت اور سماجی منزلت کے حاملین کفار قریش تمام اہل عرب کے مذہبی پیشوا بھی تھے۔ یوں انھیں نہ صرف مکہ بلکہ پورے جزیرۃ العرب میں تفوق حاصل تھا۔ عظمت و مرجعیت عام کا تاج ان کے سر پر سجا ہوا تھا۔ (۱)

مدینہ سیاسی 'مذہبی' معاشرتی اور معاشی اعتبار سے بالکل مختلف شہر تھا۔ ہجرت مدینہ کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ میں شہری ریاست کی بنا ڈالی۔ مدنی شہریوں کے مابین طے پانے والے بین الاقوامی معاہدوں کی رو سے رسول اللہ ﷺ شہری ریاست کے سربراہ تھے۔ شہریوں کے باہمی جھگڑوں کی صورت میں آپ ﷺ کو ثالث مانا گیا۔ آپ ﷺ قانونی حیثیت سے مدینہ کے سیاسی وسماجی قائد تھے۔ مدینہ میں مسلمانوں کو مرکزیت حاصل ہوگئی۔ مدینہ میں آباد مسلمان' یہودی اور مشرکین الگ الگ مذاہب کے پیروکار تھے اور آبادی کا ہر عنصر اپنا الگ مذہبی اور قومی تشخص رکھتا تھا۔ مدینہ کی آبادی کا ہر عنصر اپنے معاشی معاملات میں بھی خودمختار تھا۔ غرض مکہ اور مدینہ مذہبی' معاشرتی' معاشی اور سیاسی اعتبار سے ایک دوسرے سے بالکل ہی مختلف شہر تھے۔ یہ متضاد حالات حق کی مخالفت و دشمنی کی کیفیت و نوعیت پر بھی اثر انداز ہوئے۔

مکہ میں مخالفت کی کیفیت ونوعیت

رسول اللہ ﷺ نے توحید کی صدا بلند کی تو مکہ کے صنم کدہ میں دفعتاً زلزلہ آ گیا۔ کفار قریش نے صدائے حق کو دبانے اور داعیِ حق کو مٹانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر حق کو آنا تھا اور آ کر رہا۔ کفار مکہ نے پیغمبر حق کی شان میں گستاخیوں' بیہودگیوں اور ایذا رسانیوں کے جو طویل اور انمٹ مظالم ڈھائے ان کی مختصر فہرست درج ذیل ہے:

آپ ﷺ کو طنز آمیز اور بیہودہ خطابات سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ تمسخر واستہزا کا نشانہ بنایا جاتا تھا تاکہ لوگ آپ ﷺ سے متاثر نہ ہوسکیں۔

آپ ﷺ کو شاعر' جادوگر اور مجنوں کہا جاتا تھا۔

آپ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہے جاتے تھے۔

آپ ﷺ جب وعظ ونصیحت فرماتے تو اس کی تعجب خیز اثر انگیزی کے خیال سے شور مچایا جاتا، تالیاں بجائی جاتیں، لغو باتیں کی جاتیں تا کہ لوگ سننے ہی نہ پائیں۔

آپ ﷺ سے لوگوں کو بدظن کیا جاتا تھا اور عوام میں آپ ﷺ کے متعلق بے اعتمادی پیدا کی جاتی تا کہ عوام کفار قریش کو آپ ﷺ کی مخالفت میں حق بجانب سمجھیں

آپ ﷺ کو مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے روکا جاتا تھا

آپ ﷺ کی گردن مبارک میں کپڑا ڈال کر گلا گھونٹنے کی قبیح جسارت کی گئی۔

آپ ﷺ کو قرآن مجید پڑھنے سے روکا جاتا تھا جو دعوت الی اللہ کی تبلیغ کا اصل اصول ہے۔

آپ ﷺ کے جسم اطہر پر نماز کی حالت میں غلاظت ڈالی جاتی تھی

آپ ﷺ کے گھر میں اور کھانے میں گندگی ڈالی جاتی تھی ۔آپ ﷺ کے سر پر مٹی ڈالی جاتی ۔آپ ﷺ کے رخ زیبا پر تھوکا جاتا ۔نماز کی حالت میں آپ ﷺ کی گردن مبارک کو روندنے کی مذموم کوشش کی جاتی۔

آپ ﷺ کو دینار و درہم اور سیاست وقیادت کی پیشکش کی گئی۔

بادشاہت اور خوبصورت عورتوں سے شادی کی پیشکش کی گئی۔

معجزات کے صدور کے بے جا' لغو مطالبات کیے گئے۔

حضرت ابو طالب سے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے لیے یہ کہہ کر طلب کیا گیا کہ یہ عمارہ بن ولید ہیں' ان کو آپ اپنا بیٹا بنا لیں اور اپنا بھتیجا ہمارے سپرد کر دیں ۔ہم اسے قتل کر دیں اور یہ جان کے بدلے جان ہے۔

آپ ﷺ' صحابہ کرام اور آپ کی حمایت ومدافعت کرنے والوں کا معاشرتی بائیکاٹ کیا گیا۔

انھیں شہر بدر ہونے پر مجبور کر دیا گیا اور مسلسل تین سال تک ایک پہاڑی کی گھاٹی ''شعب ابی طالب'' میں محصور رکھا گیا۔

کفار قریش' مسلمانوں سے جبراً بتوں کی پوجا اور احترام اور اپنے آبائی دین پر واپسی کی مطالبہ کرتے تھے اور توحید کا اقرار اور اعلان کرنے سے روکتے تھے ۔اپنا مطلوبہ ہدف پورا نہ ہونے پر مسلمانوں کو ظلم وتشدد کی نشانہ بناتے تھے۔

دار الندوہ میں آپ ﷺ کے قتل کی سازش کی گئی ۔باقاعدہ متفقہ قرارداد منظور کی گئی اور آپ کو قتل کرنے کے لیے آپ کے مکان کا محاصرہ کیا گیا ۔(۲)

مدینہ میں مخالفت کی کیفیت ونوعیت

نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل ہی اسلام مدینہ میں پھیل چکا تھا اور قبائل مدینہ کی اکثریت جن میں ان کے سردار بھی شامل تھے' اسلام قبول کر چکی تھی ۔مدینہ میں کوئی گھر ایسا نہ تھا جس میں

اسلام کی روشنی نہ پہنچی ہو۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو سینکڑوں افراد پر مشتمل ہجوم نعرہ تکبیر کی صدا بلند کرتے ہوئے آپ کے پرجوش استقبال کے لیے موجود تھا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ: "جب ہم لوگ مدین آئے تو مرد گھروں سے نکل کر سڑکوں پر آ گئے اور خواتین چھتوں پر، بچے اور خدام نعرے لگا رہے تھے "اللہ اکبر، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے "اللہ اکبر، محمد ﷺ تشریف لائے، رسول اللہ ﷺ تشریف ـــــ"۔(۳)

اللہ کے حکم سے آپ ﷺ کی اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے گھر پر رکی اور رسول اللہ ﷺ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مہمان ہوئے اور ان کے گھر ہی قیام فرمایا یہاں تک کہ مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی اور رسول اللہ ﷺ اور ازدواج مطہرات کے لیے مکانات بنائے گئے اور آپ وہاں تشریف لے گئے ۔(۴)

مندرجہ بالا حالات وواقعات مکی و مدنی مخالفت کی کیفیت ونوعیت میں فرق کو ظاہر کرنے کے لیے حد فاصل ہیں اور یہ بات سامنے آتی ہے کہ مدنی مخالفت، مکی مخالفت کی طرح شدید ترین اور اذیت ناک نہیں تھی اور نہ ہی اہل مدینہ نے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی مدینہ آمد کے ساتھ متحد ہو کر ہجوم و یلغار کی بلکہ یہ مکہ کی اجتماعی مخالفت کے برعکس گروہی مخالفت تھی اس میں صرف دو گروہ شامل تھے، ایک منافقین دوسرا یہود۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں:

> "چونکہ اللہ تعالی نے عرب میں رسول اللہ ﷺ کو منتخب فرما کر انھیں خصوصیت عطا فرمائی، اس لیے یہودیوں کے علمانے مخالفت، حسد اور کینے کے سبب رسول اللہ ﷺ کی دشمنی کو اپنا نصب العین بنا لیا۔ اوس وخزرج کے کچھ لوگ جو منافق تھے اور اپنی جاہلیت، اپنے باپ دادا کے دین شرک اور موت کے بعد کی زندگی کو جھٹلانے پر سختی سے جمے ہوئے تھے، لیکن اسلام نے اپنے غلبے اور خود ان کی قوم کے افراد کے اسلام کی جانب جمع ہو جانے سے انھیں مجبور کر دیا تھا، ایسے لوگوں نے بظاہر تو اسلام قبول کر لیا اور قتل سے بچنے کے لیے اسلام کو ڈھال بنا لیا لیکن وہ باطن میں نفاق رکھتے تھے اور ان کی دلی خواہشیں یہود کے ساتھ تھیں کیونکہ وہ اسلام کے منکر تھے اور رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتے تھے"۔(۵)

منافقین کا مخالفانہ رویہ

مدنی عہد نبوی میں اسلامی تحریک کے خلاف منافقین کی مخالفانہ سرگرمیوں کی فہرست درج ذیل ہے:

آپ ﷺ کی شان میں زبانی گستاخیاں کرتے تھے اور رسول اللہ کے استفسار پر صاف مکر جاتے تھے بلکہ حلفاً کہہ دیتے کہ ہم نے ایسا کچھ کہا ہی نہیں۔

مسلمانوں پر طعنہ زنی کرتے تھے اور خاص طور پر مہاجرین کی زبانی تذلیل وتحقیر کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔

مشکل وقت اور جنگ کے موقع پر مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کر لیتے تھے۔

کفار کی قوت و کثرت اور شان وشوکت کے قصیدے پڑھتے ،مقصد یہ ہوتا تھا کہ مسلمانوں کو کفار سے مرعوب کیا جائے اوران میں بدولی پیدا کی جائے۔

مسلمانوں کے مقابلے میں ہمیشہ اعدائے اسلام کا ساتھ دیتے تھے۔

مسلمانوں کی تعداد و قوت میں اضافہ ان کے لیے ناگوار تھا۔اس لیے ہمیشہ مسلمانوں کی جمعیت کو منتشر اور متفرق کرنے اوران کی متحد قوت وطاقت کو پارہ پارہ کرنے کی فکر میں رہتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی عزت و ناموس اور وقار واخلاق کی بلندی کے بدترین دشمن تھے اور اپنے اخلاق رذیلہ کی عکاس سوچ کے مظاہرے کے لیے "واقعہ افک" جیسے حالات پیدا کرنے کی تلاش میں رہتے تھے۔

مسلمانوں کے نقصان سے خوش اور کفار کے نقصان سے پریشان ہو جاتے تھے۔

ان کی تمام تر ہمدردیاں اور دوستیاں یہود مدینہ اور مشرکین مکہ کے ساتھ تھیں۔

مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے مابین مقابلہ کی صورت میں ہمیشہ مشرکین مکہ کا ساتھ دیا۔

اسلام مخالف قوتوں کو مدینہ میں مرکز فراہم کرنے کے خطرناک منصوبے پر عمل کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی مذموم اور قبیح جسارت کی گئی۔

یہود کا مخالفانہ رویہ

مدنی عہد رسالت میں مسلمانوں کے خلاف یہود کی مخالفانہ سرگرمیاں کچھ یوں تھیں:

رسول اللہ ﷺ سے ازراہ سرکشی غیر ضروری سوالات کرتے تھے۔

مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔

تلبیس الحق بالباطل،جھوٹ اور سچ کو خلط ملط کرتے تا کہ لوگوں پر حق اور باطل واضح نہ ہو سکے۔

کتمان حق یعنی آپ ﷺ کے جو اوصاف تورات میں لکھے ہوئے تھے انھیں لوگوں سے چھپاتے تھے تا کہ آپ ﷺ کی صداقت کم از کم اس اعتبار سے نمایاں نہ ہو سکے۔

مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے انھوں نے باہم طے کیا کہ صبح کو مسلمان ہو جاؤ اور شام کو کافر تا کہ مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کے بارے میں شک پیدا ہو کہ "اہل کتاب" قبول اسلام کے بعد دوبارہ اپنے دین پر واپس چلے گئے ہیں

آیات الٰہی کی تحریف و تلبیس کرتے تھے
آیات اللہ کی تکذیب کرتے تھے
رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرتے تھے۔
اسلام، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف مختلف انداز میں طعن و تشنیع کرتے رہتے تھے۔
رسول اللہ ﷺ کے خلاف ایسے گستاخانہ کلمات جن میں تنقیص واہانت کا پہلو ہوتا استعمال کرتے تھے۔
اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرتے تھے۔
بے جا معجزات طلب کرتے تھے۔
مسلمانوں کی متحد و متفق جمعیت میں رخنہ اندازی کی کوشش کرتے تھے۔
میثاق مدینہ کی شرائط کو پامال کرتے ہوئے اندرونی امن و امان کی صورت حال میں بگاڑ پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔
اسلام، پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش کرنا ان کا مشن تھا۔
مسلسل بدعہدی کا ارتکاب کرتے ہوئے خارجی مشکلات میں اضافہ کرتے رہتے تھے۔
کفار مکہ کو مدینہ پر حملہ کی باقاعدہ دعوت دی گئی اور باہمی حمایت و تعاون کے پختہ عہد و پیمان کیے گئے۔
اعلانیہ کفر و بغاوت کرتے اور بہادری کا چرچا کرتے ہوئے اعلان جنگ بھی کیا گیا۔
رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں شعر کہتے تھے۔
رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی قبیح و مذموم کوششیں بھی کرتے رہتے تھے۔

الغرض یہود کو اس بات کا غم تھا کہ نبوت بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل میں کیوں منتقل ہو گئی۔ ان کا انکار دلائل پر نہیں بلکہ نسلی منافرت اور حسد و عناد پر مبنی تھا۔ انھیں یہ خطرہ لاحق تھا کہ اگر اسلام نے اپنی جڑیں مضبوط کر لیں تو انھیں مشرکین قبائل عرب میں جو وقار اور علمی مرتبہ حاصل تھا وہ جاتا رہے گا بلکہ انھوں نے جو حق چھپا رکھا تھا اس کا بھی پردہ فاش ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پیغمبر اعظم و آخر اور مسلمان کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔

تقابلی جائزہ

ذیل میں مکی اور مدنی مخالفت کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

منظم و متحد مخالف

رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ میں اعلان نبوت فرمایا اور لوگوں کو توحید الٰہی کی دعوت دی تو اہل مکہ کی اکثریت منظم و متحد ہو کر نوزائدہ اسلامی تحریک کی مخالفت پر مستعد ہو گئی جبکہ مدنی عہد نبوی میں مدینہ کے اعدائے اسلام کبھی مسلمانوں کے خلاف متحد و منظم نہیں ہو سکے۔

غالب وظالم حکمران طبقہ

قریش مکہ، جن کی سرداری و پیشوائی، اور کعبۃ اللہ کی تولیت ،حضرت ابراہیم علیہ اسلام اور حضرت اسماعیل علیہ اسلام کی اولاد ہونے کی شرافت کا تمام قبائل عرب پر یہ اثر تھا کہ کسی قبیلہ کو جرأت نہ تھی کہ وہ کسی دینی معاملہ میں ان کی مرضی کے خلاف قدم اٹھا سکے اقتدار کی طاقت سے دعوت حق کو دبانے اور مٹانے کی کوشش کی جاتی ۔قبول حق کی پاداش میں مسلمانوں کو طاقت کی چکی میں پیس کر رکھ دیا جاتا تھا۔

اس کے برعکس مدینہ میں تمام قبائل اپنی سیاسی خودمختاری سے خود ہی سبکدوش ہو گئے اور انھوں نے متفقہ طور پر رسول اللہ ﷺ کو اپنا سیاسی رہنما بنا لیا آپ کی زیر قیادت مدینہ کی شہری ریاست کے تمام افراد کو مذہبی آزادی حاصل تھی ۔چونکہ مسلمانوں کو مدینہ میں مرکزیت حاصل تھی اس لیے آپ اور صحابہ کرام کو دعوت الی اللہ کے وسیع تر مواقع میسر آئے اور دعوت حق قبول کرنے والوں کے لیے مدینہ ایک جائے پناہ کی حیثیت اختیار کر گیا۔

اسلامی احکام کے نفاذ میں رکاوٹ

مکہ میں مسلمان نماز بھی گھاٹیوں میں چھپ کر ادا کرتے تھے۔اگر یہ کعبۃ اللہ میں کسی مسلمان کو تلاوت قرآن کرتے دیکھ یا سن لیتے تو اسے مار مار کر بے ہوش کر دیتے جبکہ مدینہ میں تشریف آوری کے فوراً بعد آپ نے مسجد ''قبا'' تعمیر فرمائی ۔پھر مدینہ میں ہی ''مسجد نبوی'' منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی ۔ان مساجد سے مسلمانوں کو باجماعت نماز کی دعوت دینے کے لیے باقاعدہ اذان کی صدا بلند کرنے کی ابتدا ہوئی ۔(۶)

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں پہلا علانیہ جمعہ پڑھایا۔جیسا کہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

> ''رسول اللہ ﷺ، ''قبا'' سے اپنی ناقہ ''قصوا'' پر روانہ ہوئے ۔ یہ جمعہ کا دن تھا آپ کو ''بنی سالم بن عوف'' کے محلّہ میں جمعہ کا وقت آ گیا ۔آپ ﷺ نے مسلمانوں کو وہاں وادی ''رانونا'' میں جمعہ پڑھایا، مدینہ میں مطلقاً رسول اللہ ﷺ نے پہلا جمعہ پڑھایا، واللہ اعلم، آپ ﷺ اور صحابہ کو غلبہ کفار کی وجہ سے مکہ میں اجتماع پر قدرت نہ تھی کہ وہ نماز جمعہ خطبہ اور اذان کے ساتھ پڑھ سکیں'' ۔(۷)

شدید ترین اور اذیت ناک مخالفت

مرور ایام کے ساتھ مکی عہد کی مخالفت بہت شدید اذیت ناک ہو گئی ۔کفار مکہ رسول اللہ ﷺ کو کھلے عام اپنی زبان درازی اور تلخ تمسخر و استہزا کا نشانہ بناتے اور حد درجہ ذہنی تکلیف پہنچاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑانے والے یہ لوگ تھے: ولید بن مغیرہ، اسود بن ہعغوث زہری، ابو زمعا اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہی اور عاص بن وائل۔''(۸)

دعوت الی اللہ کی تحریک کے خاتمہ کے لیے قریش کے تند خو لوگ آپ ﷺ کو طرح طرح کی اذیتیں دیتے۔

حضرت انس سے روایت ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ کے دین کی اشاعت میں اس قدر اذیتیں دی گئیں کسی اور کو اتنی نہیں دی گئیں، اور مجھے اللہ کی راہ میں اس قدر ڈرایا دھمکایا گیا کہ کسی اور کو اتنا خوفزدہ نہیں کیا گیا۔''(۹)

جب کہ مدنی عہد کی مخالفت میں نہ تو مکی عہد کی مخالفت جیسی شدت تھی اور نہ ہی اس میں ایذائے جسمانی کا کوئی تذکرہ ملتا ہے۔

علانیہ مخالفت

مکی مخالفت علانیہ تھی اور مکہ میں مخالفین اسلام جس طرح چاہتے تھے اپنی مخالفت کا اظہار کرتے تھے۔ مکہ میں ان کے مقابل کوئی طاقت نہ تھی کہ اس کی طرف سے ان کو اپنے رویے کا جواب ملتا۔

مدنی مخالفت آغاز میں صرف پروپیگنڈے پر مشتمل تھی۔ مدینہ کے اعدائے اسلام نے کفار مکہ کے رابطی پیغامات کو قبول کیا اور ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف خفیہ سازشیں کرنے لگے۔ مسلمانوں کی طرف ان کی بڑھتی ہوئی شر انگیزیوں کا جواب بھی دیا گیا ان کی منافقت کا سدباب بھی کیا گیا۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) البدایۃ والنہایۃ، ابن کثیر، ۱/ ۲۱۸۔۲۱۹

(۲) دلائل النبوۃ، امام بیہقی، حاشیہ: ڈاکٹر عبدالمعطی، ۲/۳۲۲

(۳) صحیح بخاری: کتاب مناقب الانصار، باب مقدم النبی ﷺ واصحابہ الی المدینۃ، حدیث: ۳۹۱۱ والطبقات الکبری، ابن سعد ۱/ ۱۶۰ والسیرۃ النبویۃ لابن کثیر ص ۲۷۴

(۴) دلائل النبوۃ للامام البیہقی ۲/ ۵۰۱۔۵۰۵، والسیرۃ النبویۃ ص ۲۷۶۔۲۷۷

(۵) السیرۃ النبویۃ، ابن ہشام ۲/۱۲۲۔۱۲۳

(٦) صحیح بخاری، کتاب الأذان حدیث: ۶۰۴، ۱صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب بدء الأذان حدیث ۸۳۷، وسنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، حدیث: ۴۹۵، باب کیف الاذان، حدیث: ۵۰۴، موطا امام مالک، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی النداء للصلاۃ، حدیث: ۱۲۹، وسنن ابن ماجہ کتاب الآذان والسنۃ فیہا باب بدء الآذان، حدیث: ۷۰۶

(۷) السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، ۱/۲۹۴، وتاریخ طبری ۲/۱۴۳، والبدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، ۲/۲۸۳، والطبقات الکبری، ۱/۱۶۱

(۸) دلائل النبوۃ الامام البیہقی ۲/۳۱۶-۳۱۸، والسنن الکبری، حدیث: ۱۷۷۳۱ وابن ھشام ۲/۳۳

(۹) سنن ترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ عن رسول اللہ ﷺ، حدیث ۲۴۷۲

❁❁❁